شمارہ نمبر ۷

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

جون / جولائی ۲۰۱۸ء

دوماہی مجلّہ

الاجماع

- دوہری اقامت اوراذان میں ترجیع کا مسئلہ (غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری کو جواب)
- امام حسن بن صالح رحمہ اللہ (المتوفی ۱۶۹ھ) کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (المتوفی ۱۵۰ھ) ثبت (مضبوط) ہیں۔
- حافظ الحدیث قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (المتوفی ۸۷۹ھ) کی توثیق اور زبیر علی زئی کا دھوکا۔

ALIJMA FOUNDATION

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن



النعمان سوشل میڈیا سروسز

کی فخریہ پیشکش

دفاع احناف لائبریری

سینکڑوں کتب کا بیش بہا ذخیرہ

ماخوذ: مجلہ الاجماع

حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹ھ) کی توثیق اور زبیر علی زئی صاحب کا دھوکا۔

تحقیق: مولانا اعجاز اشرفی صاحب

ترتیب واضافہ: مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور حافظ الحدیث قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹ھ) کی مندرجہ ذیل محدثین کرام، فقہاء اور علماء نے توثیق یا تعریف کی ہیں :

(۱) حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) نے کہا : "الشیخ الفاضل المحدث الکامل الاوحد"۔(مقدمہ الایثار بمعرفۃ الآثار بحوالہ **الضوء اللامع: ج۶: ص۱۸۵)**

اور کہا: "**الإمام العلامۃ المحدث الفقیہ الحافظ** "۔(**الضوء اللامع: ج۶: ص۱۸۵)**

نیز خود حافظ ابن حجرؒ نے حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ سے استفادہ کیا، چناچہ وہ ذکر کرتے ہیں کہ "**وقال قراءۃ علی وتحریر افأفاد ونبہ علی مواضع الحقت فی ھذا الاصل فزاتہ نورا**" حافظ قاسمؒ نے میرے سامنے اس کی (یعنی **الإیثار بمعرفۃ رواۃ الآثار** کی) قراءت کی اور اس نے اس قراءت کو تحریر کیا۔ پس اس نے استفادہ کیا اور کئی مقامات پر اس نے مجھے آگاہ بھی کیا۔ میں نے اس اصل (کتاب **الإیثار بمعرفۃ رواۃ الآثار**) میں اس کو شامل بھی کیا۔ پس اس نے اس کے نور کو اور زیادہ کیا ہے۔(**الضوء اللامع: ج۶: ص۱۸۵)**

(۲) حافظؒ کے شاگرد، حافظ المذہب، امام سعد الدین ابن الدیریؒ (م۸۶۷ھ) نے کہا: "**الشیخ العالم الذکي** "۔(**الضوء اللامع: ج۶: ص۱۸۵)**

(۳) ابن العماد الحنبلیؒ (م۱۰۸۹ھ) نے کہا: "**الشیخ العلّامۃ المفنّن العلّامۃ الشمس وبالجملۃ فھو من حسنات الدّھر، رحمہ اللہ تعالی**"۔(**شذرات الذہب: ج۹: ص۴۸۷-۴۸۸، ج۱۰، ص۲۱۷، ۳۵)**

(۴) مؤرخ زین الدین الملطیؒ (م۹۲۰ھ) نے کہا: "**الفقیہ المحدّث**"۔(**نیل الأمل في ذیل الدول: ج۷: ص۱۰۲)**

(۵) فقیہ شمس الدین ابن الغزیؒ (م۱۱۶۷ھ) نے کہا: "**الإمام العلامۃ الفقیہ**"۔(**دیوان الإسلام: ج۴: ص۴۱)**

(۶)　امام، حافظ سخاویؒ **(۹۰۲؁ھ)** نے کہا: "**وھو امام، علامۃ قوی المشارکۃ فی فنون، ذاکر لکثیر من الادب و متعلقاتہ، واسع الباع فی استحضار مذھبہ، و کثیر من زوایاہ و خبایاہ، متقدم فی ھذا الفن، طلق اللسان قادر علی المناظرۃ و افحام الخصم**" حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ امام ، علامہ، بہت سے علوم وفنون میں دوسروں سے سبقت کرنے والے علم ادب اور اس کے متعلقات کے بڑے ماہر اور مستحضر تھے، اپنے مذہب کے استحضار میں وسیع قدرت رکھنے والے تھے، اس کی باریکیوں تک سے واقف تھے، اس فن میں سب سے متقدم، قادرالکلام، مناظرہ میں بڑے قدرت کے مالک، اور مخالفین کو دلائل سے خاموش کردینے والے تھے۔**(الضوء اللامع:ج۶ص۱۸۷/۱۸۸)**

نیز کہا کہ "**وقد انفرد عن علماء مذھبہ الذین ادرکناھم بالتقدم فی ھذا الفن و صار بینھم من اجلۃ شأنہ مع توقف الکثیر منھم فی شأنہ وعدم انزالہ منزلتہ**" علامہ قاسم ابن قطلوبغاؒ اس فن کے علمائے کرام (جن کو ہم نے پایا ہے) سے سبقت لے جانے میں منفرد ہیں، اور اپنی جلیل القدر شان کے ساتھ سب سے ممتاز ہیں، جب کہ بہت سے علماء کرام کی شان کے بیان کرنے میں توقف سے کام لیتے تھے اور ان کی قدر ومنزلت کو کم نہیں کرتے تھے۔**(الضوء اللامع:ج۶ص۱۸۸)**

یہ بھی کہا کہ "**وعرف بقوۃ الحافظۃ والذکاء واشیر الیہ بالعلم، واذن لہ غیر واحد بالافتاء والتدریس**" قاسمؒ قوتِ حافظہ اور ذکاوت میں مشہور و معروف تھے، ان کی طرف علم کا اشارہ کیا جاتا تھا، بہت سے علماء نے ان کو فتویٰ اور تدریس کی اجازت دی تھی۔**(الضوء اللامع:ج۶ص۱۸۵)**

اسی طرح اپنی ایک اور کتاب میں کہا کہ "**العلامۃ، الاوحد، الحافظ احد الاعیان، ممن تصدی للعلم اقراء او تصنیفا وارشادا، فکثرت طلبۃ و تصانیفۃ، واجتمع فیہ من المحاسن ما تفرق فی غیرہ، و ترجع علی غیرہ من علماء مذھبہ ھذا الشان والتوسع فی الادب و حسن المحاضرۃ مع تقدم من لم یبلغ شاوہ علیہ**" قاسم بن قطلوبغاؒ بہت بڑے علامہ، یکتائے زمانہ ، حافظ ، مقتدا، درس وتدریس ، تصنیف وتالیف، اور دعوت وارشاد کے ذریعہ علم کی اشاعت کرنے والے ، طلبہ کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا ہے، ان کی تصانیف کی تعداد بھی کثیر ہیں، ان کی ذات میں اتنے محاسن ہیں جو دوسروں میں یکجا نہیں ہیں، ان خوبیوں اور ادب وعلم کے استحضار کی خوبی کی وجہ سے علمائے احناف ان کو دوسروں پر ترجیح دیتے تھے، اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ان کی شان کو کوئی نہیں پہنچا ہے۔**(وجیز الکلام:ج۲:ص۸۵۹)**

(۷) قاضی شوکانیؒ (م ۱۲۵۰؁ھ) نے کہا: **"اخذعنه الفضلاء فی فنون کثیرة، وصار المشار الیه فی الحنفیة، ولم یخلف بعده مثله"** علامہ حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ علماء نے بہت زیادہ فنون حاصل کئے ہیں، احناف میں ان کی ذات مرجع خاص و عام ہے، ان کے بعد ان جیسا بعد میں پیدا نہیں ہوا ہے۔**(البدر الطالع: ج۲ ص۴۵، ۴۶)**

(۸) مؤرخ نجم الدین الغزیؒ (م ۱۰۶۱؁ھ) نے کہا: **"الشیخ العلامة الإمام المحدث"**۔**(الکواکب السائرة: ج۱: ص۱۰۱، ۱۲)**

(۹) علامہ عبدالحئ الکتانیؒ (م ۱۳۸۲؁ھ) نے کہا: "الامام الحافظ" ۔(فهرس فهارس: ج ۲، ص ۹۷۲)

(۱۰) فقیہ ابن نجیم المصریؒ (م ۹۷۰؁ھ) نے کہا: **"الشیخ العَلّامَةُ الرَّئِیسُ"**۔**(البحر الرائق: ج۳: ص۲۵۰، ج۶: ص۴۷)**

(۱۱) ابن ایاسؒ (م ۹۳۰؁ھ) نے کہا : "کان عالما فاضلا فقیها محدثا کثیر النوادر، مفتیا من اعیان الحنفیة و کان نادرة عصره" حافظ قاسمؒ بڑے عالم ،فاضل،فقیہ اور محدث تھے۔احناف کے چوٹی کے مفتیان کرام میں سے تھے ،اپنے زمانے کے نابغہ ء روزگار تھے۔**(بدائع الزهور في وقائع الدهور: ج۳: ص۹۷)**

(۱۲) امام تقی الدین المقریزیؒ (م ۸۴۵؁ھ) نے کہا: **"برع في فنون من فقه و عربية و حديث و غير ذلك و كتب مصنفات عديدة"**۔**(الضوء اللامع: ج۶: ص۱۸۹)**

(۱۳) حافظ رضوان بن محمد القاہریؒ (م ۸۴۵؁ھ) نے کہا: "من حذاق الحنفية، كتب الفوئد، و استفاد و افاد" قاسمؒ احناف میں بڑے ماہر فن تھے ،بڑی مفید کتابیں لکھی ہیں ،انہوں نے استفادہ کیا بھی ہے اور لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچایا بھی ہے۔**(الضوء اللامع ج:۶ ص:۱۸۵)**

(۱۴) امام احمد بن محمد بن عمر ابن الحمصیؒ (م ۹۳۴؁ھ) نے کہا: "الشیخ الامام العلامه المفنن المحقق زین الدین قاسم بن قطلوبغا۔۔۔لم یخلف بعده حنفیا مثله رحمة الله تعالی"۔**(حوادث الزمان: ج۱: ص۲۰۵-۲۰۶)**

(۱۵) مشہور فقیہ امام ابن عابدین نے کہا: **"الحافظ الذین انتهت إلیه رئاسة مذهب أبي حنيفة في زمنه الشیخ قاسم الحنفي"**۔**(رد المحتار علی الدر المختار: ج۱: ص۵۳)**

معلوم ہوا کہ ان فقہاء و محدثین سے آپؒ کی توثیق و ثناء ثابت ہے۔

حافظ الحدیث امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہے:

حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) کی حدیث اور علوم حدیث، جرح وتعدیل میں بے شمار تصانیف موجود ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپؒ جرح وتعدیل اور علوم الحدیث کے ماہر اور امام تھے۔

مؤلفات الامام قاسم بن قطلوبغا فی علوم الحديث وشروحه :

١ – مسند عقبة بن عامر الجهنى ۔

٢ – منتقى من منتقى ابن الجارود ۔

٣ – عوام حديث الليث بن سعد ۔

٤ – الأجوبة عن اعتراضات البخارى على أبى حنيفة ۔

٥ – الأجوبة عن اعتراض ابن أبى شيبة على أبى حنيفة فى الحديث ۔

٦ – الأمالى على مسند أبى حنيفة ، (رواية الحارثى)

٧ – الامالى على مسند عقبة بن عامر رضى الله عنه

٨ – ترتيب مسند أبى حنيفة لابن المقرى ، على بن محمد الفزارى۔

٩ – تبويب مسند أبى حنيفة ، للحارثى ۔

١٠ – ترجمة ذى النون المصرى وعوالى حديثه ۔

١١ – ترصيع الجوهر النقى فى تلخيص سنن البيهقى ۔

١٢ – تعليقة على شرح نخبة الفكر ، لتقى الدين الشمنى ۔

١٣ – تعليقة على الموطأ (برواية محمد بن الحسن)

١٤ – تعليقة على مسند الفردوس للديلمى ۔

١٥ – حاشية على فتح المغيث بشرح ألفية الحديث ، للحافظ العراقى ۔

١٦ – حاشية على مشارق الأنوار ۔

١٧ – حاشية على نزهة النظر۔

١٨ – زوائد سنن الدارقطنى فى مجلد

١٩ – شرح غريب أحاديث شرح الأقطع على القدورى ۔

٢٠ - شرح قصيدة ابن فرح الإشبيلى (القصيدة الغرامية)

٢١ – شرح كتاب جامع المسانيد لأبى المؤيد الخوارزمى ۔

٢٢ – شرح مصابيح السنة للبغوى ۔

٢٣ – شرح منظومة ابن الجزرى فى الحديث ۔

٢۴ – عوالى حديث أبى جعفر الطحاوى ۔

ثالثاً : علم الرجال :

٢۵ – أسئلة الحاكم للدارقطنى ، (جمع وترتيب)

٢٦ – الاهتمام الكلى بإصلاح ثقات العجلى ۔

٢٧ – الإيثار برجال معانى الآثار ۔

٢٨ – تاج التراجم (فيمن صنف من الحنفية)

٢٩- تراجم مشايخ شيوخ العصر ، (لم يتم)

٣٠ – تراجم مشايخ المشايخ ۔

٣١ – ترتيب الإرشاد فى علماء البلاد ۔

٣٢ – ترتيب التمييز للجوزقانى ۔

٣٣ – تقويم اللسان فى الضعفاء ۔

٣۴ – الثقات ممن لم يقع فى الكتب الستة ۔

٣۵ – حاشية على تقريب التهذيب لابن حجر ۔

٣٦ – حاشية على مشتبه النسبة لابن حجر ۔

٣٧ – رجال كتاب الآثار لمحمد بن الحسن ۔

٣٨ – رجال مسند أبى حنيفة (لابن المقري)

٣٩ – رجال المؤطأ، براوية محمد بن الحسن ۔

۴٠ – زوائد رجال سنن الدارقطنى على الستة ۔

۴١ – زوائد رجال المو طأ ۔

۴٢ – زوائد رجال مسند الإمام الشافعى ۔

محدث قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) پر جرح کی اصل وجہ:

حافظ قاسم بن قطلوبغا حنفیؒ (م ۸۷۹ھ) کی احادیث اور رجال پر کافی گہری نظر تھی ،جو ان کی تحقیقات سے عیاں ہے۔ محدث قاسمؒ نے "تخریج احادیث الاختیار لتعلیل المختار" میں مصنف بن ابی شیبہ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔ جس میں تحت السرہ کے الفاظ موجود تھے۔

دیکھئے **التعریف والاخبار بتخریج احادیث الاختیار ،ج:۱،ص:۳۱۴۔تحت رقم الحدیث : ۱۶۸،** مصنف حافظ قاسم بن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ) مطبوعہ :جامع ام القری ، مکۃ المکرمۃ

چونکہ اہل حدیثوں کو اس بات کا انکار کرنا تھا، اس لئے زبیر علی زئی صاحب نے اپنی کتاب **"نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص: ۲۷"** پر محدث مؤرخ حافظ قاسم بن قطلوبغا حنفیؒ کو بحوالہ علامہ بقاعیؒ کذاب لکھا۔

امام بقاعیؒ کی جرح کا تحقیقی جائزہ :

برہان الدین بقاعیؒ (م ۸۸۵ھ) محدث کبیر حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) پر جرح کرتے ہیں :

"وکان مفننا فی علوم کثیرۃ الفقہ والحدیث والاصول وغیرھا ولم یخلف بعدہ حنفیا مثلہ الا انہ کان کذابا لا یتوقف فی شیئ یقولہ فلا یعتمد علی قولہ" حضرت قاسم بن قطلوبغاؒ بہت سے علوم وفنون خصوصاً فقہ ،حدیث ،اصول وغیرہ میں ماہر تھے۔ احناف میں ان کے بعد ان جیسا پیدا نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ وہ کذاب تھے۔ وہ کسی چیز کے کہہ دینے میں توقف نہیں کرتے تھے۔ پس ان کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ **(الضوء اللامع لاہل القرآن التاسع للسخاوی ج:۶ ص:۱۸۶)**

لیکن یہ جرح کئی وجوہات سے قابل قبول نہیں ہے۔

(۱)　یہ جرح خارجی وجہ سے کی گئی ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ بقاعیؒ (م ۸۸۵ھ) نے ابن عربی اور ابن الفارض کی تکفیر کی۔ محدث قاسم بن قطلوبغاؒ نے ابن عربی اور ابن الفارض کا خوب دفاع کیا ہے۔ علامہ بقاعیؒ کو جب علم ہوا تو محض ابن عربیؒ کا دفاع کرنے کی وجہ سے بقاعیؒ نے حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ کو کذاب کہا۔ جس کی پوری تفصیل شیخ محمد المحاسن یعقوبی نے **(التعریف والاخبار: ج:۱ :ص ۷۵-۷۷)** پر بیان کی ہے۔ لہذا یہ جرح آپسی اختلاف اور خارجی سبب کی وجہ ہوئی، جو کہ اصول جرح وتعدیل بلکہ غیر مقلدین کے اصول سے بھی باطل ومردود ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: شمارہ ۴: ص ۵۹۔**

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود بقاعیؒ نے حافظ قاسمؒ کی تعریف وثناء کی ہے۔ جیسا کہ ان کی عبارت اپر گزر چکی۔ نیز ابن حماد الحنبلیؒ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ بقاعیؒ نے اپنی کتاب "**عنوان الزمان**" میں کہا کہ "**شاع ذكره، وانتشر صيته، وأثنى عليه مشايخه، وصنّف التصانيف المفيدة**"۔ (**شذرات الذہب: ج۹: ص۴۸۷**)

اس سے صاف ظاہر ہوتا کہ وہ خود پہلے ان ثناء ومدح کے قائل تھے۔ لیکن بعد میں ایک خارجی سبب ابن عربی وغیرہ کے مسئلہ کی وجہ سے ان انہوں نے قاسمؒ پر کلام کیا۔ جو غیر مقبول اور مردود ہے۔

(۲) یہی وجہ ہے کہ ان کی اس جرح کو محدثین اور علماء نے قبول نہیں کیا۔

- حافظ سخاویؒ (**م۹۰۲ھ**) اس جرح کا رد کرتے ہوئے کہا: کہ "**بالغ في أذيته**" بقاعیؒ نے ان کی معاملہ میں مبالغہ کیا۔

- یمن کے مشہور سلفی عالم شیخ شادی بن محمد نے کہا: کہ "**ثم بالغ في أذيته بما ذكره السخاوي**" پھر بقاعیؒ نے ان کی معاملہ میں مبالغہ کیا جیسا کہ سخاویؒ نے ذکر کیا۔ (**مقدمہ کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۹، تحقیق شادی بن محمد**)

- شیخ محمد المحاسن یعقوبی نے اس جرح کو بقاعیؒ کا تسامح اور غلطی بتایا ہے۔ (**التعریف والاخبار: ج۱: ص۷۵-۷۷**)، لہٰذا زبیر صاحب کا یہ مردود جرح پیش کرنا باطل ہے۔

(۳) علامہ بقاعیؒ (**م۸۸۵ھ**) بذات خود متشدد ہے۔ چنانچہ ان کے شاگرد امام، محدث عبد القادر بن محمد النعیمی الدمشقیؒ (**م۹۲۷ھ**) نے اپنی کتاب "**الدراس فی تاریخ المدارس ص: ۳۳**" پر لکھتے ہیں: "**وقد ظلمه شيخنا البرهان الدين البقاعي في عنوان العنوان**" ہمارے شیخ برہان الدین بقاعیؒ نے اپنی کتاب "عنوان العنوان" میں (جرح اور تنقید میں) بڑا ظلم کیا ہے۔

اسی طرح ان کے تشدد کی کئی مثالیں حافظ سخاویؒ نے ذکر کی ہے، مثلاً ان کی حافظ، امام ابن ناصر الدینؒ (**م۸۴۵ھ**) پر جرح وغیرہ۔ دیکھئے (**الضوء اللامع ج: ۱ ص: ۱۱۰، ۱۱۱، البدر الطالع ج:۱ ص:۲۰**)

اور متشدد کی جرح خود اہل حدیثوں کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ (**انوار البدر: ص۱۲۷، دین الحق: ج۱: ص۳۶۶**) لہٰذا یہ جرح مردود ہے۔

(۴) **غیر مقلدین کے نزدیک کذب بمعنی خطا بھی ہوتا ہے:**

زبیر علی زئی صاحب کے ممدوح ارشاد الحق اثری صاحب کذب کی جرح کے بارے میں لکھتے ہیں : شیخ ابوغدہ ؒ نے علامہ الیمانیؒ کی الروض الباسم سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے :

"**ان لفظة كذاب قد يطلقها كثير من المتعنتين في الجرح على من يهم ويخطئ في حديثه**" لفظ کذاب بہت سے متشدد ین جرح راوی کی حدیث میں وہم وخطاء پر اطلاق کرتے ہیں۔علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں "**فاما قول الشعبي الحارث كذابا فمحمول على انه عنى بالكذب الخطاء**" امام شعبیؒ کا فرمان کہ حارث کذاب ہے تو یہ محمول ہے کہ انہوں نے کذب سے خطاء مراد لی ہے۔(**تنقیح الکلام ص:۲۴۶**)

جب اہل حدیث کذب کی جرح کو خطاء پر محمول کرتے ہیں تو زبیر علی زئی صاحب اس جرح (کذب) کو قاسم بن قطلوبغاؒ کے ضعف کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا باطل ومردود ہے۔اور خود غیر مقلدین کے اصول سے، یہاں کذب سے مراد خطاء ہے۔

عجیب تناقص ہے !

جب کذاب کی جرح غیر مقلدین کی کسی مستدل روایت کے اند رآجائے تو پھر اس محدثین کی کذاب والی جرح کی تاویل کرتے ہیں اور جب احناف کی مستدل روایت کے اندر آجائے تو فورن وہ راوی کذاب ہوجاتا ہے ۔

(۵) معاصرانہ جرح کی حیثیت :

ہم عصر علماء کرام کی جرح اکثر قبول نہیں کی جاتی۔علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں: معاصر کی جرح مبہم قابل قبول نہیں۔(**الجرح والتعدیل للسبکی ص:۲۴**) کیونکہ وہ اکثر خارجی سبب کی بناء پر ہوتی ہے۔

امام قاسم بن قطلوبغاؒ اور امام بقاعیؒ آپس میں معاصر ہیں۔لہذا امام بقاعی کی جرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتی۔جب کہ اس کے شواہد او ر قرائن بھی موجو د ہیں، جس کی تفصیل اپر گزرچکی۔

غیر مقلدین کے اپنے گھر کی گواہی:

غیر مقلدین کے ممدوح قاضی شوکانی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ علامہ بقاعیؒ پر ان کی تصانیف کی وجہ سے علماء کرام نے ان پر جرح کی جس کی وجہ سے ان کی اور دیگر محدثین کی آپس میں معاصرانہ چشمک لگی رہتی تھی۔**(البدر الطالع ج: ا ص:۲۰)**

پھر علامہ بقاعی کی یہ عادت تھی کہ جو ان پر جرح کرتا ،امام بقاعیؒ اس پر جرح کردیتے تھے۔**(الضوء اللامع ج: ا ص : ۱۱۰ ،۱۱۱،البدرالطالع ج:اص:۲۰)**

ان دلائل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ علامہ بقاعیؒ کی جرح علامہ قاسم ابن قطلوبغاؒ پر کسی بھی صورت میں قابلِ قبول نہیں ہے، کیونکہ ان کی جرح معاصرانہ لڑائی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، جس کے شواہد پیش کر دیئے گئے ہیں، اور صرف ایک امام بقاعیؒ کی جرح دیگر محدثین کے توثیق کے سامنے کیا حیثیت رکھی ہے؟ یہ خود زبیر علی زئی کے شاگردوں کو بھی معلوم ہے، لہٰذا ہمیں اس بارے میں کچھ زیادہ کہنے اور لکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی اہم ہے کہ امام بقاعیؒ کی اپنی شخصیت کا محدثین کرامؒ کے اقوال کی روشنی میں تفصیلاً جائزہ لیا جائے، کیونکہ جب خود امام بقاعی پر بھی جرح موجود ہے تو اس کے بعد تو ان کی جرح کو قبول کرنا مذہبی ہٹ دھرمی اور میں نہ مانوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

علامہ بقاعیؒ پر محدثین کرام کا جرح ونقد:

علامہ بقاعیؒ پر محدثین کرام نے صرف اجمالی جرح ہی نقل نہیں کی بلکہ ان کے رد میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں:

(۱)　امام، محدث عبد القادر بن محمد النعیمی الدمشقیؒ **(م۹۲۷ھ)** نے اپنی کتاب **"الدراس فی تاریخ المدارس ص: ۳۳"** پر لکھتے ہیں : "وقدظلمہ شیخا البرھان الدین البقاعی فی عنوان العنوان" ہمارے شیخ برہان الدین بقاعیؒ نے اپنی کتاب "عنوان العنوان" میں (جرح اور تنقید میں) بڑا ظلم کیا ہے۔

(۲)　امام سخاویؒ نے امام بقاعیؒ کے رد میں متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں، اور اپنی تحقیق کو ضبط قلم کیا تاکہ علامہ بقاعیؒ کے افکار کا مکمل احاطہ ہوسکے۔

☆ احسن المساعی فی ایضاح حوادث البقاعی۔ **(جواھر الدرر:ص۱۷۳)**

☆ الاصل الاصیل فی تحریم النقل من التوراۃ والانجیل۔**(الضوء اللامع:ص۱۰۵)**

☆ القول المالوف فی رد علی منکر المعروف۔**(بدائع الزھور:۴۸/۳)**

(۳) امام احمد بن موسیٰ المیتولیؒ نے علامہ بقاعیؒ کے رد میں مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف کیں۔

☆ الرد علی البقاعی فی انکار قول یادائما المعروف۔ **(الضوء اللامع:۲۲۸/۲)**

☆ المدد القانص فی الذب عن ابن القارض۔**(الضوء اللامع:۲۲۸/۲)**

(۴) امام شمس الدین البلاطسی شافعیؒ نے علامہ بقاعیؒ کے رد میں مستقل کتاب لکھی:

☆ تقبیۃ قواعد الارکان بان لیس فی الامکان ابدع۔(قلمی نسخہ، دار مکتب المصریہ)

(۵) امام جلال الدین سیوطیؒ (جو کئی کتابوں کے مصنف اور ایک بلند پایہ محدث ہیں) نے مندرجہ ذیل کتابیں علامہ بقاعیؒ کے رد میں لکھیں۔

☆ تشیید الارکان (ویروی:تشدید الارکان) فی لیس فی الامکان،ابدع مما کان **(کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: ج۱ص۴۱۰، المولف:** مصطفی بن عبد اللہ کاتب حلبی القسطنطینی المشھور باسم جامی خلیفہ او الحاج خلیفہ۔ **(المتوفی:۱۰۶۷ھ)** الناشر مکتبۃ المثنی، بغداد:۱۹۴۱ء)

نوٹ: برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعیؒ (۸۸۵ھ) نے ایک کتاب:تھدیم الارکان، فی لیس فی الامکان ، ابدع مماکان۔ تصنیف کی تھی ، جس میں غلط نظریات بیان کئے تھے، تو مختلف علماء نے اس کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کی تھیں۔**(کشف الظنون : ص ۵۱۳،ج۱)**

☆ تنبیہ الغنی فی تنزیہ ابن عربی۔**(کشف الظنون:ج۱/ص۴۸۸)**

☆ قمع المعارض فی نصرۃ ابن القارض۔ **(بدائع الزھور:۴۸/۳)**

(۶) امام محمد بن جمعۃ الشیبانیؒ نے امام بقاعیؒ کا رد لکھا، اور کمال تحقیق پیش کی:

☆ **تریاق الافاعی فی الرد علی خارجی البقاعی۔**(قلمی نسخہ مکتبہ آصفیہ حیدرآباد دکن)

(۷) امام محمد بن حامد الشافعیؒ نے علامہ بقاعیؒ کا رد کیا ہے اور مستقل ایک کتاب لکھی:

☆ **الدلیل والبرھان علی انہ لیس فی الامکان ابدع۔**(اس کا قلمی نسخہ امریکہ میں موجود ہے)

(۸) محدث عبدالرحمن بن محمد السنطاوی نے بھی امام بقاعیؒ کے رد میں کتاب لکھی:

☆ **السیف الحسام فی الذب عن کلام حجۃ الاسلام۔**(قلمی نسخہ امریکہ)

(۹) محدث بدرالدین ابن الغرس نے بھی ابن القارض کا دفاع کیا ،اور علامہ بقاعی کے افکار کا مکمل رد ضبط قلم کیا۔

☆ **کتاب فی دفاع ابن القارض؛ (بدائع الزھور:۴۸/۳)**

آخری بات :

اس تحقیق سے کم از کم یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ محدثین کرام نے علامہ بقاعیؒ کا شدت کے ساتھ رد لکھا ہے اور جس کی وجہ سے علامہ بقاعیؒ کی اپنے ہم عصر سے بحث مباحثہ چلتا رہا ،اور اسی بحث میں انہوں نے علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ پر بھی اپنے قلم کا وار کیا۔مگر محدثین کرام نے جو اصول جرح وتعدیل میں متعین کئے ہیں ،ان کی روشنی میں حافظ قاسم بن قطلوبغا کی ذات کو داغ دار نہیں بنایاجاسکتا ہے۔جناب زبیر علی غیر مقلد مسلکی تعصب کی مرض میں[17] علامہ بقاعیؒ کے حوالے سے بھولے بھالے لوگوں کو تو تحقیق کے نام پر دھوکہ دے سکتے ہیں ،مگر اصول حدیث اور اسماء الرجال کے ایک طالب علم کو دھوکہ دینا اتنا آسان نہیں۔

---

[17] زبیر علی زئی غیر مقلد نے امام قاسم ابن قطلوبغاؒ پر جرح علامہ بقاعیؒ سے صرف اس لئے نقل کی ہے کہ امام قاسم ابن قطلوبغاؒ **(م ۸۷۹ھ)** نے اپنی کتاب **"التعریف والاخبار بتخریج احادیث الاختیار جلد نمبر ۱ص ۳۱۴، تحت رقم الحدیث ۱۶۸"** میں مصنف ابن ابی شیبہ سے تحت السرۃ یعنی نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث نقل کی ہے ، اور مصنف ابن ابی شیبہ کے قلمی نسخہ سے احتجاج کیا ہے، کیونکہ یہ حدیث غیر مقلدین حضرات کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے زبیر علی زئی نے محدث قاسم ابن قطلوبغاؒ پر ہی جرح کر دی۔

مزید تعجب اس لئے بھی ہوتا ہے کہ زبیر علی زئی صاحب کا اصول تھا کہ جمہور کے اقوال اسماء الرجال میں حجت ہوتے ہیں، حب کہ وہ حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ کے معاملہ میں اپنے ہی اصول کو نظر انداز کر دیا۔

اور دوسری طرف اپنے من پسند راوی کا دفاع کرتے ہوئے موصوف زبیر صاحب لکھتے ہیں کہ **" ہمارے نزدیک یہ کوئی مسئلہ نہیں کہ فلاں امام نے فلاں راوی کو کذاب (جو کہ جرح مفسر ہے) یا ضعیف کہا ہے، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جمہور کس طرف ہیں؟ جب جمہور محدثین سے ایک قول (مثلاً توثیق یا تضعیف) ثابت ہوجائے، تو اس کے مقابلہ میں ہر شخص یا بعض اشخاص کی بات مردود ہے، اور جرح وتعدیل میں تعارض کی صورت میں ہمیشہ جمہور محدثین کو ہی ترجیح حاصل ہے۔ (مقالات ۶/۱۴۳)**

کیا یہی اصول پسندی ہے ؟

اور کیا اسی کا نام تحقیق ہے ؟

اللہ ہمیں بغض کے مرض سے دور رکھے اور ائمہ اہل سنت کی تعظیم اور محبت عطاء فرمائے۔(آمین)

نوٹ:

اسی طرح کی مردود جرح زبیر علی زئی صاحب نے حافظ مغلطایؒ (م **۷۶۲ھ**) پر بھی کی تھی۔ جس کا جواب **مجلہ الاجماع: شمارہ ۴: ص ۵۳** پر موجود ہے۔